کتابچہ
نمبر 9

عظمتِ سادات

فضائل حضرت علیؓ وآلِ رسولؐ

آیت مباہلہ کی روشنی میں

مُرتّب : سید محمد حسن شاہ چشتی قادری

(صوبائی جنرل سیکرٹری تحریک اتحاد بین السادات پاکستان)

نظر ثانی : مفتی سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب دامت برکاتہ

پیشکش : سید الطاف حسین شاہ چشتی دوپاسی

(چیر مین تحریک اتحاد بین السادات پاکستان)

https://www.youtube.com/@Haq.Dopasi

haq.dopasi.786@gmail.com

Contact No 0301-2115588

0311-2115588

تحریکِ اتحاد بین السادات پاکستان

مباہلہ کی تعریف

مباہلہ کی تعریف یہ ہے کہ دو افراد یا گروہ جو حق و باطل کے حوالے سے شدید اختلاف رکھتے ہیں۔ دینی بحث و مباحثہ، دلائل و گفتگو سے کسی نتیجہ پر پہنچ نہیں پا رہے ضد بازی اور ہٹ دھرمی کا شکار ہوتے ہوئے، دونوں ہی اپنے آپ کو حق پر ہونے کے دعویدار ہیں اور کٹھ حجتی کا شکار ہیں۔ تو ایسے موقع پر دونوں اپنی جان اور اولاد کے ساتھ بارگاہ الہی میں تضرع اور گریہ کرتے ہوئے اللہ کے حضور فریاد کریں کہ اللہ جھوٹے کو ذلیل و رسوا کرے اور اُس پر لعنت کرے۔ اور اس پر اپنا عذاب نازل کرے اس سے حق نمایاں ہو جاتا ہے اور جو حق پر ہے اُس کی پہچان ہو جاتی ہے۔ مباہلہ اصل میں حق و باطل کے درمیان پہچان کا الہیٰ پیمانہ ہے۔

لغت میں مباھلہ کا مطلب اھل کے وزن پر ہے۔ یعنی کسی چیز کو آزاد کر دینا۔ اور اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دینا۔ جسے حیوان کا نومولود بچہ جب چھوڑا جاتا ہے کہ آزادی کے ساتھ اپنی ماں کا دودھ پی لے تو اُسے باھل کہتے ہیں۔ اور دُعا میں "ابتھال" اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی وانکساری کے ساتھ گڑگڑانے، بددعا کرنے اور اپنے معاملات اللہ کے حوالے چھوڑ دینے کو کہتے ہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں ابتھال کے معنی دعا د تضرع کے ہیں لیکن اسکے اندر ترک کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ اِس وجہ سے یہ ایک دوسرے پر لعنت اور بددعا کیلیئے معروف ہے۔

پیر کرم شاہ الازھری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ باھلہ اُس کو کہتے ہیں کہ فریقین نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ دعا کریں کہ ان میں سے جو جھوٹا ہے ہے اُس پر تعالیٰ کی لعنت ہو۔

مباہلہ کی تاریخ

آیت مباہلہ سورۃ آلعمران کی ۶۱ ویں آیت ہے۔ جو ۲۴ ذوالحجہ ۹ ہجری کو مدینہ میں نازل ہوئی۔ آیت مباہلہ اسلام کی حقانیت اور عیسائیوں پر اسلام کی معنوی فتح کا اعلان ہے۔ تو دوسری طرف اس سے آل رسول ﷺ کی عظمت و فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اِس واقعہ کو عالم اسلام کے تقریباً تمام محدثین، مفسرین، مورخین اور سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے آخری ایام میں مختلف علاقوں میں دعوتی خطوط بھیجے۔ تو اِس سلسلے میں نجران کے عیسائیوں کو بھی فرمان بھیجا گیا جس میں تین چیزیں ترتیب وار ذکر کی گئیں۔

۱۔ اسلام قبول کرو ۲۔ جزیہ ادا کرو ۳۔ یا جنگ کرو

اسلام کی دعوت پھیلتی گئی۔ مختلف علاقوں سے وفود کی شکل میں لوگ آتے رہتے اور بہت سے دعوت حق کو قبول کر کے واپس چلے جاتے۔ نجران کے حوالے سے بھی تاریخ میں تین گروہوں سے ملاقات کا تذکرہ ملتا ہے۔ پہلے اور تیسرے گروہ نے مدینہ میں ملاقات کر کے باآسانی اسلام قبول کر لیا تھا۔ لیکن دوسرا گروہ عرب میں دنیائے عیسائیت کا بڑا اور مقتدر گروہ تھا۔ جو نجران کے عیسائیوں پر مشتمل تھا۔ نجران مکہ اور یمن کے درمیان ایک شہر تھا جس میں ۷۳ بستیاں آباد تھیں، صدر اسلام میں وہاں عیسائی مذہب رائج تھا۔ وہاں عرب کے پڑھے لکھے اور جید علما رہتے تھے۔ عرب کا سب سے بڑا کلیسا بھی نجران میں واقع تھا۔ جو عرب میں عیسائیوں کا ویٹیکن کہلاتا تھا۔ جسے سلطنت روم کی کی خصوصی سرپرستی اور مالی سپورٹ حاصل تھی۔ مال و دولت اور مادی وسائل کے حوالے سے ان کے پاس کوئی کمی نہ تھی۔ جزیرہ نما عرب میں کعبہ کے بعد مرکزیت اور تقدس کلیسائے نجران کو حاصل تھا۔

۹ ھجری میں نجران کے سیاسی و مذہبی علماء اور دانشور جن میں چوبیس سردار اور ساٹھ برجستہ شخصیات شامل تھیں ایک بڑا وفد لیکر مدینے پہنچے۔ اس وفد کی قیادت تین مقتدر افراد کے پاس تھی۔

عاقب یا عبدالمسیح:

یہ انکا بادشاہ تھا۔ جس کے ہاتھوں میں قوم کی قیادت تھی یہ ان کے درمیان صاحب رائے سمجھا جاتا تھا۔ اسکا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح ہی عالمین کے رب ہیں۔

ابو حارثہ:

یہ اسقف اعظم تھا۔ یہ دینی و تعلیمی معاملات کو دیکھتا تھا۔ یہ بھی یہ حضرت مسیح، بی بی مریم اور اللہ تعالیٰ کی اولاد کا قائل تھا۔

ایہم:

یہ وہاں کی بااثر شخصیت کا مالک اور لوگوں پر گہرا اثر رکھتا تھا۔ یہ بھی عقیدہ تثلیث کا قائل تھا۔

جب یہ وفد مدینے پہنچا تو پیغمبر اکرم ﷺ نے بہت محبت اور خلوص سے انہیں خوش آمدید کہتے ہوئے علماء نجران کو توحید و اسلام کی دعوت دی۔ آپؐ نے فرمایا "آؤ ہم سب ملکر وحدہ لاشریک کی عبادت کریں۔ تاکہ ہم سب ایک زمرہ میں آجائیں اور خدا کے پرچم تلے اپنی زندگی گزاریں۔ اسکے بعد آپ نے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت فرمائیں۔

عبد المسیح: اگر اسلام کا مطلب خدا پر ایمان رکھنا اور اُسکے احکام پر عمل کرنا ہی ہے تو ہم تم سے پہلے ہی مسلمان ہیں۔

پیغمبر اکرم ﷺ: حقیقی اسلام کی چند علامتیں ہیں۔ اور تین چیزیں ہمارے درمیان ایسی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ تم لوگ اہل اسلام نہیں ہو۔ پہلی یہ کہ تم صلیب کی پوجا کرتے ہو۔ دوسری یہ کہ تم سور کے گوشت کو حلال جانتے ہو تیسرے یہ کہ تم اِس بات کے معتقد ہو کہ خدا صاحب اولاد ہے۔

علائے نجران: ہمارے عقیدے کے مطابق حضرت مسیحؑ خدا ہیں۔ کیونکہ انھوں نے مردوں کو زندہ کیا ہے اور لاعلاج بیماروں کو شفا بخشی ہے۔ حضرت مسیحؑ نے مٹی سے پرندہ بنایا۔ اس میں روح پھونکی اور وہ اُڑ گیا اِس طرح کے اُن کے تمام کام اُن کی خدائی پر دلالت کرتے ہیں۔

پیغمبر اسلام ﷺ: نہیں ایسا نہیں ہے۔ (اُن کا) کوئی ایسا کام خدائی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ خدا کے ایک بندے ہی ہیں (جنہیں) خداوند متعال نے جناب مریم علیہ السلام کے رحم میں رکھا اور اس طرح کے تمام معجزات انہیں عنایت فرمائے۔ وہ کھانا کھاتے تھے پانی پیتے تھے۔ ان کے گوشت ہڈی اور کھال تھی۔ اور اس طرح کا جو بھی ہوگا وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

مسیحی نمایندہ: حضرت مسیحؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ اُن کی ماں جناب مریم علیہ سلام نے بغیر کسی سے شادی کیئے اُنہیں جنم دیا۔ یہی ہماری دلیل ہے۔ کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں اور خدا اُن کا باپ ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے سورہ آلِ عمران کی آیت ۶۱ کا سہارا لیتے ہوئے فرمایا۔ حضرت عیسی علیہ سلام کی مثال آدم جیسی ہے۔ جس طرح خداوند متعال نے حضرت آدم علیہ سلام کو بغیر ماں باپ کے خاک سے پیدا کیا اسی طرح جناب عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کیا ہے۔ اگر باپ کا نہ ہونا خدا کے بیٹے ہونے کی دلیل بن سکتا ہے۔ تو حضرت آدمؑ کیلیئے یہ زیادہ مناسب ہے کیونکہ اُن کے تو ماں اور باپ دونوں ہی نہیں تھے۔

علماء نجران نے جب یہ دیکھا کہ جو بھی بات کہی جاتی ہے اسکا دندان شکن جواب ملتا ہے تو چونکہ یہ حضرات دنیا طلب تھے اور حق سمجھنے کی بجائے اپنے مفادات کے زیادہ طالب تھے اور اس چکر میں اسلام لانا نہیں چاہتے تھے۔ اُنہوں نے مناظرہ ختم کر دیا اور ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی سے کام لینے لگے۔ رسول اکرم ﷺ کی ہر دلیل کو بغیر کسی وجہ کے رد کرنے لگے۔

اس موقع کو پیغمبر اسلام ﷺ پر سورہ آل عمران کی آیات ۵۹ سے ۶۱ نازل ہوئی۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آیت ۵۹)

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ (آیت ۶۰)

فَمَنْ حَاۗجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۗءَنَا وَاَبْنَاۗءَكُمْ وَنِسَاۗءَنَا وَنِسَاۗءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَي الْكٰذِبِيْنَ (آیت ۶۱)

بے شک اللہ پاک کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ حضرت آدم علیہ السلام سے مشابہ ہے۔ ان کا قالب مٹی سے تیار کیا گیا تھا۔ پھر اسے حکم دیا کہ ہو جاؤ اور وہ ذی حیات بن گیا جو کوئی علم واقعی آنے کے بعد بھی آپ سے کٹ حجتی کرے تو آپ ایسے لوگوں سے کہہ دیں کہ تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں۔ تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں۔ تم اپنے نفسوں کو بلاؤ ہم اپنے نفسوں کو بلائیں۔ پھر سب ملکر اللہ کی بارگاہ میں التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ پاک کی لعنت کریں۔ (سورہ آل عمران آیت ۵۹ تا ۶۱)

پانچویں صدی کے بلند پایہ محقق و مفسر جار اللہ زمخشری اس آیت کی تفسیر کے آخر میں لکھتے ہیں کہ آیت شریفہ میں ابنائنا وابناءکم کو نفس پر مقدم کیا گیا ہے۔ تا کہ ان کی عظیم منزلت اور اُن کے بلند ترین مرتبہ کی وضاحت کی جائے اور یہ بتا دیا جائے کہ یہ سب نفس پر مقدم ہیں اور ان پر نفس بھی قربان کیا جا سکتا ہے۔ اِس سے بالاتر ان اصحاب کی کوئی اور فضیلت نہیں ہو سکتی (تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۱۹۳)

چھٹی صدی ہجری کے مفسر امام اہلسنت امام فخر الدین رازی اپنی مشہور زمانہ تفسیر کبیر میں آیت مباہلہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کی صحت پر تقریباً تمام اہل تفسیر و حدیث کا اتفاق اور اجماع ہے۔

ساتویں صدی کے مفسر عبداللہ بن عمر بیضاوی اور نویں صدی کے مشہور مفسر حافظ جلال الدین سیوطی اِس آیت کی تفسیر کرنے کے بعد لکھتے ہیں حضور ﷺ اس شان سے بر آمد ہوئے کہ امام حسینؓ کو بغل میں لیا اور امام حسنؓ کا ہاتھ تھاما اور جناب سیدہؓ کو اپنے پیچھے لیا اور حضرت علیؓ کو ان کے پیچھے لیا۔ خلاصہ یہ کہ اپنے بیٹوں کی جگہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور عورتوں کی جگہ حضرت بی بی فاطمہؓ اور اپنے نفسوں کی جگہ حضرت علیؓ کو لیا۔ اور فرمایا کہ پروردگار ہر نبی کے اہلبیت ہوتے ہیں۔ "اللَّهمَّ هؤلاءِ أَهلُ بيتي" اور یہ میرے اہلبیت ہیں اِن سے ہر برائی کو دور رکھ اور ان کو پاک وپاکیزہ رکھ۔ الغرض جب آپ اس شان سے میدان میں پہنچے تو نصاریٰ کا سردار عاقب ان کی طرف دیکھ کر اپنے لوگوں سے کہنے لگا کہ اللہ پاک کی قسم میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کو بھی اپنی جگہ سے ہٹ جانے کو کہیں تو وہ ہٹ جائیگا۔ اِس میں خیریت ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھالیں۔

اس آیت کے شان نزول کے حوالے سے اہلحدیث مصنف محدث مفسر نواب صدیق حسن بھوپالوی اپنی تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان میں لکھتے ہیں کہ نصاریٰ نے آپ سے جھگڑا کرتے ہوئے کہا کہ عیسی علیہ سلام اللہ کے بندے نہیں بلکہ اسکے بیٹے ہیں اگر اُسکے بیٹے نہیں تو تم بتاؤ کہ کس کے بیٹے ہیں۔ جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ آدم کو اللہ نے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور عیسی علیہ سلام کو اگر بغیر باپ کے پیدا کیا تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نصاریٰ اگر کسی بھی دلیل کو ماننے کیلئے تیار نہیں تو ان سے قسم کرو جس کی صورت یہ بتائی کہ دونوں فریق اپنی جان اپنی اولاد کے ساتھ حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو بھی کوئی جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت اور عذاب ہو۔ پھر نبی ﷺ بذات خود حضرت فاطمہؓ اور امام حسنؓ اور حسینؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے کر گئے۔ نصاریٰ کے دانشور مقابلے سے بھاگ گئے اور جزیہ دنیا قبول کیا۔

مولانا صدیق حسن بھوپالوی مزید لکھتے ہیں۔" انفسنا و انفسکم "سے مراد حضرت محمد مصطفے صلی اللہ اور علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

"ابناءنا و ابناء کم" سے مراد حسنؓ حسینؓ ہیں

"نسائی نا و نساء کم" سے مراد فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حافظ ابن مردویہ نے حاکم سے مستدرک میں روایت کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث بہ شرط مسلم صحیح ہے۔

مولانا عبدالحق محدث دھلوی اپنی کتاب "مدارج النبوۃ" میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر اعظم ﷺ نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔ مگر وہ اسلام پر مائل نہ ہوئے۔ پھر حکم الٰہی کے مطابق فرمایا کہ مباہلہ کیلئے تیار ہو جاؤ۔

عیسائی بڑے بڑے پادریوں جید علماء اور ماہر نجوم کے ساتھ پیغمبر اعظم ﷺ کی خدمت میں مباہلہ کیلئے آئے۔ حضور پر نور ﷺ نے ان جید عالموں کے مقابل ایک طرف امام حسنؑ دوسری طرف حسینؑ پیچھے سیدۃ النساء اور اُن کے پیچھے علی مرتضیٰؑ کو لیا۔ اور ان (اہلبیت) سے فرمایا کہ جب میں دُعا کروں تو تم آمین کہنا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا

"اللھم ھؤلاء اھلبیتی" یااللہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔

جماعت نصاریٰ نے جب یہ پُر نور چہرے دیکھے اور باتیں سنیں تو وہ سب گھبرا گئے۔ ان سب میں بڑا پادری ابوالحارثہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر اللہ پاک سے پہاڑ کے ٹل جانے کی دُعا کریں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔ اے گروہ نصاریٰ تم اِن سے ہر گز ہر گز مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی نصرانی روئے زمین پر باقی نہیں بچے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم اُس ذات اقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندر اور سور کی شکلوں میں مسخ ہو جاتے اور اس وادی میں اِن پر ایسی آگ برستی کہ تمام اھل نجران ہلاک ہو جاتے۔ پس ان لوگوں نے کہا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے بالآخر وہ لوگ جزیہ دینے پر آمادہ ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۴۹۸،۵۰۰ عبدالحق محدث دہلوی)

آیت کی تفسیر۔

بنی نجران کے تمام سوالات اور شکوک و شبہات کا قرآن حکیم نے تفصیلی جواب دے دیا۔ ایسے واضح و روشن دلائل پیش کئے۔ کہ اب مزید کسی دلیل کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

فَمَنۡ حَآجَّكَ فِيۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ کا مفہوم۔

ترجمہ: پس جو کوئی علم آجانے کے بعد بھی آپ سے کٹ حجتّی کرے۔

مباہلہ کی نوبت کیوں آئی۔ علم اور حقیقت آجانے کے بعد یعنی یہ لوگ قرآن حکیم کی واضح آیات کے بعد اور رسول اکرم ﷺ کے تمام دلائل و براہین سننے کے بعد بھی ہٹ دھرمی و کٹ حجتی کا شکار ہو کر آپ سے جھگڑنے لگے۔

"العلم "کا مفہوم۔

مولانا اشرف علی تھانوی علم سے مراد علم واقعی لیتے ہیں۔یعنی علم آجانے کے بعد بھی لوگ آپ سے جھگڑا کریں۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں۔قرآن میں اس سے مراد وہ علم حقیقی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی آتا ہے۔اِسکا مقابل لفظ ظن ہے۔

پنجتن پاک کا مباہلے کے لیے آنا۔

آیت مباہلہ کا ایک اور امتیازی پہلو یہ ہے کہ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَ کُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَ کُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ،اس میں اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَ کُمْ یعنی ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں اس جگہ آنحضرت ﷺ نے امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو لیا وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَ کُمْ کہ ہم اپنی عورتوں کو لاتے ہیں کی جگہ آپؐ اپنے خاندان کی دیگر تمام عزیز رشتہ دار عورتوں اور ازدواج کی جگہ صرف بی بی فاطمہؓ کو لیا.

اَنْفُسَنَا یعنی اِس آیت میں حضرت علی کی سب سے بڑی فضیلت یہ ٹھہری کے اس میں حضرت علیؓ کو آنحضرت ﷺ نے اپنے نفس کے طور پر روشناس کروایا۔اور بطور اپنا نفس حضرت علیؓ کو اپنے ساتھ لے کر گئے۔

شان نزول کے حوالے سے مذکورہ آیت کی ہم بر صغیر میں اہلحدیث کے نامور عالم مولانا صدیق حسن بھوپالوی کی کتاب ترجمان القرآن بلطائف البیان سے نقل کرتے ہیں۔

اَنْفُسَنَا سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اَبْنَآءَنَا سے مراد حسنؓ و حسینؓ ہیں۔

وَ نِسَآءَنَا سے مراد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔حافظ ابن مردویہ نے حاکم سے مستدرک میں روایت کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث بہ شرط مسلم صحیح ہے۔

قرآن کے مطابق سچے ترین افراد

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

ترجمہ: پھر سب مل کر اللہ کی بارگاہ میں التجا کریں اور جھوٹون پر اللہ کی لعنت کریں۔

قرآن کے مطابق اہلبیت سچے ترین افراد قرار پائے۔ قرآن مجید کی اس آیت کی رو سے ایسے صادق (سچے) افراد اہلبیت کے علاوہ کوئی نہیں۔ اس آیت کے نزول کے بعد آنحضرت ﷺ نے تمام بنی ہاشم، ازدواج اور تمام اکابر صحابہ کے ہوتے ہوئے۔ صرف ان چار افراد کا ہی انتخاب کیوں کیا۔

سید علی ہمدانی روایت نقل کرتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی روئے زمین پر ایسے بندوں کو جانتا جو علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ سے افضل و بہتر ہوں تو ضرور مجھ کو حکم دیتا کہ میں ان کو اپنے ہمراہ لے کر نصاری سے مباہلہ کروں مگر اللہ تعالی نے مجھ کو حکم دیا کہ ان چاروں کو جو تمام مخلوق سے افضل ہیں اپنے ساتھ لے کر مباہلہ کروں۔ پس میں ان کے سبب نصاریٰ پر غالب آیا۔ (مودۃ القربٰی صفحہ ۴۲)

اشرف علی تھانوی رد مختار کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک اس پیرا میں یہ بات توجہ طلب ہے کہ مباہلہ کرنے والا صادق ہو اور صدق سے مراد صدق قطعی ہے۔ اس سے مباہلہ ہر موضوع سے نکل کر قطعی امور کیلئے مختص ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید کی آیت مباہلہ سے ایک قرینہ یہ بھی ملا کہ اہلبیت صادق اور صداقت کا ایسا معیار ہیں کہ ہے جو بھی ان کے مقابل آئے گا وہ جھوٹا کہلائے گا۔ اور اس پر اللہ کی لعنت ہو گی۔

نفسِ نبی کی تشریح۔

لفظ اَنْفُسَنَا کہ تم اپنے نفسوں کو لاؤ ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں۔ اس آیت کی تشریح پر تمام صحیح روایات ثابت کرتی ہیں اور تمام امت کا اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کا انتخاب کیا۔ اور حضرت علی نفسِ رسول ﷺ قرار پائے۔

حافظ ابن حجر مکی نے خود حضرت علیؑ کا شوری کے موقعہ پر استدلال پیش کیا ہے۔ بخدا تم یہ بتاؤ کیا میرے علاوہ تمھارے اندر کوئی ایسا فرد موجود ہے۔ جسے اللہ نے نفس نبی قرار دیا ہو؟ جس کے بیٹوں کو رسول اللہؐ کے بیٹے اور جس کی خواتین کو رسول اللہؐ کی خواتین قرار دیا ہو لوگوں نے کہا نہیں (صواعق المحرقہ)

علامہ بلاغی نے آلاء الرحمن میں لکھا ہے۔ نفس کا لفظ دوسرے اعزاء واقارب کے تذکرہ کے ساتھ الگ بولا جائے۔ وہاں ہم قوم افراد مراد نہیں ہوں گے۔ بلکہ اُس وقت تو خود اپنی ذات مراد ہو گی۔ جیسے سورہ تحریم (آیت ۶) میں ہے قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ۔ اپنے نفوس کو اور اپنے عزیز واقارب کو آگ سے بچاؤ اور سورہ الزمر (آیت ۱۵) میں ہے الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ وَ اَھْلِیْھِمْ. "جنھوں نے نفوس اور عزیز واقارب کو خسارہ میں مبتلا کیا"۔

حافظ ابن تیمیہ کو اسکی تشریح میں باالا خر لکھنا پڑا آخریں نتیجہ کیا نکلا؟ یہی تو کہ انفسنا کہنا اوصاف کی کچھ خاص بلندی اور رسول خدا ﷺ سے خاص قرب کی بنا پر ہے۔ یعنی ایسی منزلت جو دوسروں کو حاصل نہ تھی۔ اِسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے خطبہ غدیر میں فرمایا قال تعالیٰ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ "نبی مومنین کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں"۔

علیؑ میرے بعد تمہارے نفوس کے اوپر سب سے زیادہ تصرف رکھتے ہیں۔ اور ان کو مجھ سے وہی نسبت ہے۔ جو موسیٰ کو ہارون سے تھی فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آیت مباہلہ احادیث کی نظر میں

جب نجران کے عیسائیوں سے بحث و تمحیص بغیر کسی نتیجہ کے ہٹ دھرمی کا شکار ہو گئی جس سے ڈیڈلاک پیدا ہو گیا اس موقع پر مباہلے کیلئے آیت مباہلہ نازل ہوئی۔

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَکُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَکُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ (سورہ آل عمران آیت ۶۱)

پھر اے محبوب! جو تم سے عیسی کے بارے میں حجت کریں۔ بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا ہے۔

تو تم ان سے کہہ دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تم اپنے بیٹوں کو اپنی عورتوں کو اور اپنی جانیں اور تم اپنی جانوں کو

پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

طے شدہ تاریخ کو آنحضرت ﷺ اس شان سے مباہلے کیلئے نکلے کہ آپ نے اپنی عورتوں کی جگہ حضرت بی بی فاطمہؑ کو، بیٹوں کی جگہ حسنینؓ کو اور جانوں کی جگہ حضرت علیؓ کو لیا۔

مباہلہ کے حوالے سے بخاری شریف میں بسند صحیح روایت ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ، بی بی فاطمہؑ اور حضرات حسنینؓ کو بلا کر کہا کہ " اللَّهمَّ هؤلاءِ أَهلُ بيتي "اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں۔

(صحیح بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۶۶۹، حدیث ۱۵۰۵، صحیح مسلم شریف جلد ۳ صفحہ ۵۱۹ حدیث ۱۵۰۵، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، مسند احمد ابن حنبل)

حضرت حذیفہ یمانی سے مروی ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ، بی بی فاطمہؑ، اور حضرات حسنینؓ کو بلا کر کہا کہ " اللهم هؤلاء اهلبيتي " اے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں۔

(صحیح بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۶۶۹، حدیث ۱۵۰۵ صحیح مسلم جلد ۳ صفحہ ۵۱۹، حدیث ۱۵۰۹ مترجم قرآن محل کراچی، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، حدیث ۱۶۵۸، مسند احمد بن جنبل جلد ۱ صفحہ ۱۸۵، سنن ماجہ صفحہ ۶۵، فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۶ صفحہ ۵۳ جامع کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲، حدیث ۲۵۰۴، ۲۴۹۹، طبرانی المعجم الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۰)

عن سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنه قال لما نزلت هذه الآية فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائكم دعا رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم عليا و فاطمه وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء اهلبيتي

ترجمہ: حضرت سعد ابن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب آیت ابناء نا و ابناء کم نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؓ کو بلایا اور فرمایا کہ " اللهم هؤلاء اهلبيتي " اے اللہ ! یہ میرے اہلبیت ہیں۔

(مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۷۸، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۶ مشکواۃ شریف جلد ۸ صفحہ ۱۲۹، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۵۹۴، صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۷، ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۸، مظاہر الحق جلد ۴ صفحہ ۱۴۱، اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۸۲، شرح شفا جلد ۲ صفحہ ۲۶۷)

قال شعبی عن جابر و انفسنا و انفسکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و علی رضی اللہ عنہ و ابناء نا و ابناء کم الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما و نساء نا و نساء کم فاطمہ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: شعبی جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انفسنا وانفسکم سے رسول اکرم ﷺ اور حضرت علیؑ مراد ہیں اور ابناء نا وابناء کم سے حسنؑ اور حسینؑ اور نساء نا و نساء کم سے حضرت فاطمہؑ مراد ہیں۔

(در منشور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۳۸، دلائل النبوۃ جلد ا، صفحہ ۲۹۸)

ابنائنا الحسن والحسین نسائنا فاطمہ انفسنا عن نفسہ علیا

ابناء نا سے حسنؑ و حسینؑ، نسائنا سے بی بی فاطمہؑ اور انفسنا سے آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؑ مراد ہیں۔

(فتح الباری فی شرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۳ تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۹۹ ۴ تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ (۳۷۱ تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۱۶۲ تفسیر ابو سعود جلد ۲ صفحہ ۶۹۸ تفسیر حقانی جلد ۳ صفحہ ۱۵۳ تفسیر روح المعانی جلد ا صفحہ ۱۴۲ تفسیر نعیمی جلد ۳ صفحہ ۳۷۱ تفسیر عرائض البیان جلد ۲ صفحہ ۱۳۵۱ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۵، معارج النبوۃ جلد ۴، صفحہ ۳۰۷، زاد المعاد جلد ا، صفحہ ۱۴۲ نور الابصار صفحہ ۱۱۱، معالم التنزیل جلد ا، صفحہ ۱۶۳، الاتقان جلد ۲ صفحہ ۲۰۰)

عامر اپنے باپ حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت "ندع ابناء ناوابناء کم و نساء نا و نساء کم" نازل ہوئی تو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ " اللھم ھؤلاء اھلبیتی" اے اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔

(صحیح بخاری شریف پارہ ۱۷ صفحہ ۷۷ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸، جامع ترمذی صفحہ ۴۹۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عاقب اور طیب علماء نصاریٰ) وارد ہوئے تو آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی ان دونوں نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی اسلام لا چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا بالکل جھوٹ ہے اور تم چاہو تو میں بتا سکتا ہوں کہ تمہارے اسلام لانے میں رکاوٹ کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا فرمایئے! آپ نے فرمایا کہ (ا) صلیب کی محبت (۲) شراب (۳) سور کا گوشت اور یہ کہہ کر آپ نے انہیں مباہلہ کی

دعوت دے دی۔ ان لوگوں نے صبح کو آنے کا وعدہ کیا۔ اب جو صبح ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ، بی بی فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو ساتھ لیا اور پھر ان لوگوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔

(دلائل النبوۃ حافظ ابو نعیم جلد ۲ صفحہ ۳۹۳، مناقب ابن مغازلی صفحہ ۲۶۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ جب معاویہ نے انہیں امیر بنایا۔ تو یہ سوال کیا کہ آخر تم ابو تراب کو گالیاں کیوں نہیں دیتے ہو؟ تو انہوں نے کہا جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد رہیں گی جنہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اُنہیں برا نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اور اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہو جاتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ قیمتی ہوتی۔

اُن میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب مباہلہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو جمع کر کے فرمایا " اللّٰھمّ ھؤلاءِ أھلُ بیتی "کہ خدایا یہ میرے اہلبیت ہیں۔

(سنن ترمذی جلد ۵ صفحہ ۶۳۸، خصائص نسائی صفحہ ۲۶۵، شواہد التنزیل جلد ۲)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی اپنی مشہور زمانہ معرکتہ الآراء تصنیف ازالتہ الخفاء میں تحریر کرتے ہیں کہ جب نصاری مباہلہ کیلئے آمادہ ہوئے تو بروایت ترمذی عن سعد بن ابی وقاص جب آیت "قل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم " کہدو کہ آؤ ہم اپنے بیٹے بلاتے ہیں تم اپنے بیٹے بلاؤ ہم اپنی بیٹیاں بلاتے ہیں تم اپنی بیٹیاں بلاؤ ہم اپنے نفوس بلاتے ہیں تم اپنے نفوس بلاؤ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ بی بی فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور دعا مانگی " اللھم ھؤلاء اھلبیتی " باراالہا یہ میرے اہلبیت ہیں۔

چند دیگر مستند احادیث سے وضاحت:

رسول اکرم ﷺ نے مختلف آیات کے نزول کے وقت کبھی آیت تطہیر کے وقت پنجتن پاک کو زیر کساء (چادر) لے کر، کبھی مباہلہ کے میدان میں تمام ازدواج، عورتوں، بیٹیوں، نفسوں کے مقابل صرف ان افراد کا انتخاب فرمانا۔ کبھی آیت مودۃ فی القربیٰ کے موقع پر انہیں اس محبت و مودت کا مورد قرار دیتے ہوئے مخصوص (Specific) فرمایا کہ

" اللھم ھؤلاء اھلبیتی " اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں۔

پنجتن پاک یہ سادات کے اجداد کہلاتے ہیں۔ جن کی اطاعت، محبت و مودت تمام مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔ جو قرآن کے ساتھ حوضِ کوثر تک امت کی رہنمائی کے لیے ہمیشہ موجود رہیں گے۔

امام مسلم حاکم طبری ابن کثیر اور سیوطی نے بی بی عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے۔

ام المومنین حضرت بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک روز سیاہ بالوں کی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے پھر حسنؓ تشریف لائے رسول اکرم ﷺ نے انہیں چادر کے احاطہ میں لے لیا۔ پھر حسینؓ آئے انہیں بھی آپؐ نے چادر کے اندر لے لیا: پھر فاطمہؓ آئیں رسول اکرم ﷺ نے انہیں بھی چادر میں لے لیا۔ پھر علیؓ آئے آپؐ نے انہیں بھی چادر میں لے لیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (سورہ الاحزاب آیت ۳۳)

اے پیغمبر کے اہلبیت اللہ بس یہی چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دُور رکھے اور جیسے پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے۔

(صحیح مسلم شریف جلد ۳ صفحہ ۵۳۴ حدیث نمبر ۱۵۵۰ مطبوعہ قرآن محل کراچی، مستدرک امام حاکم، السنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ باب اہل بیت کون تفسیر طبری جلد ۲۲ صفحہ ۵)

ابو سعید خدری رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد ﷺ اور اُن کے اہلبیت ؑ کی شان میں آیت تطہیر اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا اُس وقت نازل ہوئی جب رسولِ اکرم ﷺ نے علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ کو جمع کیا اور اُن ہر ایک پر خیبری چادر ڈال دی اور فرمایا :

اللّٰھمّ ھؤلاءِ أھلُ بیتی فأذْھِب عنھمُ الرِّجسَ و طَھِّرھم تطْھیرًا

(اے اللہ یہ میرے گھر کے لوگ ہیں تو ان سے نجاست کو دور فرما اور ان کو اچھی طرح پاک کر۔)

اُم المومنین ام سلمہؓ اُس وقت دروازے میں کھڑی تھیں اُنہوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ کیا میں بھی اہلبیت میں سے ہوں (آپ نے کہا کہ تم اہلبیت میں سے نہیں البتہ تمہارا اپنا مقام و مرتبہ ہے) حضور نے فرمایا تم نیکی پر ہو۔

(معجم صغیر طبرانی صفحہ ۴ ۲ طبع دہلی، فضل ابن شاذان صفحہ ۹۹ ، تفسیر طبری جلد ۲۲ صفحہ ۷)

ابو سعید خدری نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے کہ آیت تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی۔ جس کے بعد میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ کیا میں اہلبیت میں نہیں ہوں (آپ نے کہا کہ تم اہلبیت میں سے نہیں ہو البتہ تمہارا اپنا مقام و مرتبہ ہے)۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر ہے اور تم ازدواج رسولؐ میں ہو۔

(المعجم الکبیر جلد ۳ صفحہ ۵۲ حدیث ۲۶۶۲، تاریخ بغداد صفحہ ۹ جلد ۱۳۶ مسند ابو یعلی جلد ۶ صفحہ ۲۴۸، مسند احمد ابن حنبل جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸)

سیوطی نے در منشور میں۔ ابو سعید خدری سے انہوں نے ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ایک دن ام سلمہؓ کی باری تھی۔ جبرئیل نے آیت تطہیر رسول اکرم ﷺ پر نازل کی ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حسنؑ
حسینؑ فاطمہؑ و علیؑ کو بلایا اور انہیں اپنے گرد بیٹھالیا۔ اور ایک کپڑا ان پر ڈالا اور فرمایا۔

"اللّٰھمَّ ھؤلاءِ أھلُ بیتی فأذْھِب عنْھمُ الرِّجسَ و طَھِّرْھم تطْھیرًا"

"اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں۔ نجاست کو ان سے دور رکھ اور انہیں پاک و پاکیزہ رکھ"

ام المومنین ام سلمہؓ جو پردے کی اوٹھ میں تھیں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا، کیا میں ان میں سے ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ تم اہلبیت میں سے نہیں مگر تمہارا اپنا مقام اور مرتبہ ہے اور تم بھلائی کے راستے پر ہو۔

(تفسیر در منشور جلد ۵ صفحہ ۱۹۸)

حاکم نے مستدرک میں یوں روایت کی ہے کہ، ام سلمہؓ نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کے اہلبیت میں سے نہیں ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم خیر پر ہو لیکن میرے اہلبیت یہ ہیں۔

اے میرے پروردگار میرے اہلبیت اور خاندان سب سے زیادہ سزاوار ہیں۔ (مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۴۱۶)

ابن عتیق نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے علیؑ فاطمہؑ اور اُن کے دونوں فرزندوں کو بلا کر ایک چادر اوڑھائی اور فرمایا: "اللّٰھمَّ ھؤلاءِ أھلُ بیتی "اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں۔

(شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۵، مجمع البیان جلد ۸ صفحہ ۵۶۰)

سورہ احزاب کی آیت ۳۳ جو کہ آیت تطہیر کہلاتی ہے۔ اس پر ہم آئیندہ شائع ہونے والے کتابچے "اہلبیت آیت تطہیر کی روشنی میں" میں تفصیلی روشنی ڈالیں گے۔

حافظ ابن تیمیہ دمشقی لکھتے ہیں:

علی ابن ابی طالبؓ کا اہلبیت سے ہونا ایک ایسا امر ہے جس میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور یہ اتنا واضح ہے جو کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ علیؑ تو نبی کریم ﷺ کے بعد اہلبیت اور بنو ہاشم کے افضل اور اعلیٰ فرد ہیں۔ اور بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے علی مرتضیٰؑ، فاطمہ زہراؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے اوپر چادر تطہیر ڈالی۔ اور یہ دعا فرمائی۔

"اللَّهمَّ هؤلاءِ أَهلُ بيتي فأذْهِب عنهُم الرِّجسَ وطَهِّرهم تطْهيرًا"

اے اللہ یہی میرے اہلبیت ہیں۔ رجس کو ان سے دور رکھ اور ان کو ایسا پاک و پاکیزہ رکھ جیسا پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

(فتاویٰ کبری جلد ا صفحہ ۵ ۵ طبع بیروت)

علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں لکھتے ہیں:

مسند احمد کی ایک روایت میں "احق" سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسلئے آپؐ نے حضرت فاطمہؑ علیؑ حسنؑ، حسینؑ کو ایک چادر میں لے کر فرمایا: "اللَّهمَّ هؤلاءِ أَهلُ بيتي "پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں۔

(تفسیر عثمانی حاشیہ قرآن مجید مولانا محمود الحسن دیوبندی اسیر مالٹا، مطبوعہ سعودی عرب)

صحیح ترمذی، مسند احمد بن حنبل، مسند طیالسی، مستدرک علی الصحیحین اسد الغابہ نیز طبری ابن کثیر اور سیوطی کی تفسیروں میں حضرت انس بن مالک کا بیان ہے۔ کہ رسول اکرم ﷺ چھ ماہ تک جنابِ فاطمہؑ کے دروازے سے نماز صبح کے وقت گزرتے تھے۔ الصلوٰۃ یا اہل بیت --------- اور اسکے بعد آیت تطہیر "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا "کی تلاوت فرماتے تھے

(سنن ترمذی جلد ۵ حدیث ۳۲۰۶، مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۵۱۶، المعجم الکبیر جلد ۳ صفحہ ۴۸۳ تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۱۹۹)

حضرت واثلہ بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ آپؐ کے ساتھ حضرت علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ بھی ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے آئے۔ یہاں تک کہ آپؐ (حجرہ مبارک میں) داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کو قریب کر کے اپنے سامنے بٹھالیا اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ میں سے ہر ایک کو

اپنی ران مبارک پر بٹھالیا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اپنے کپڑے یا چادر سے ڈھانپ دیا اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا (سورہ الاحزاب آیت ۳۳)

اے پیغمبر کے اہلبیت اللہ بس یہی چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دُور رکھے اور جیسے پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

" اللَّهمَّ هؤلاءِ أَهلُ بيتي "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت اس (خوش خبری) کے زیادہ حق دار ہیں۔

حضرت سعد کہتے ہیں: جب (رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپؐ نے حضرت علیؓ، ان کے دونوں بیٹے اور سیدہ فاطمہؓ کو اپنے کپڑے (چادر) کے اندر کر لیا، پھر فرمایا:

" اللَّهمَّ هؤلاءِ أَهلُ بيتي "میرے رب! یہ میرے اہل اور میرے گھر والے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل صفحہ ۱۰۷ جلد ۴ حدیث نمبر ۱۰۷۲۹، المصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۰ جلد حدیث نمبر ۳۲۱۰۳، المعجم الکبیر صفحہ ۵۵ جلد ۳ حدیث نمبر ۲۶۷۰، سنن الکبریٰ بیہقی صفحہ ۱۵۲ جلد ۲ حدیث نمبر ۲۶۹۰، المستدرک حاکم صفحہ ۴۰۱ جلد ۲ حدیث نمبر ۳۵۵۹)

ابن الاثیر نے **جامعُ الاُصولِ** میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک یہ آیت میرے گھر میں اتری تھی: بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسولؐ اللہ کے) اہل بیت! تم سے ہر قسم کے گناہ کا میل (اور شک و نقص کی گرد تک) دُور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔ انہوں نے کہا:

میں دروازے کے پاس بیٹھی تھی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اہلِ بیت میں سے نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: یقیناً تم خیر پر ہو۔ تم رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں سے ہو۔ وہ کہتی ہیں: اس وقت گھر میں رسول اللہ ﷺ، علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں چادر میں ڈھانپ لیا اور عرض کیا:

" اللَّهمَّ هؤلاءِ أَهلُ بيتي " اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں، سو تو ان سے ہر قسم کی نجاست کو دور کر دے اور انہیں

(کامل)طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کردے۔

(جامع الاصول ابن الاثیر صفحہ ۱۵۵ جلد ۹ حدیث نمبر ۶۷۰۲)

امام ترمذی کی بیان کردہ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پر اپنی چادر ڈال دی اور پھر عرض کیا: " اللّٰھمّ ھؤلاءِ أھلُ بیتی " اے اللہ! یہ میرے گھر والے اور میرے خاص ہیں! پس تو ان سے ہر قسم کی نجاست کو دور کردے اور انہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کردے۔ حضرت اُم سلمہؓ کہتی ہیں: یارسولؐ اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ آپ ؐ نے فرمایا: بے شک تم خیر کی راہ پر ہو۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب باب فضل بنت محمدؐ صفحہ ۲۹۹ جلد ۵ حدیث نمبر ۳۸۷۱)

امام ابنِ جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے متعدد طرق سے حضرت اُم سلمہؓ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ میرے گھر میں اپنی خواب گاہ میں تھے، آپؐ پر خیبر کی بنی ہوئی چادر تھی۔ حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کی خدمت میں ہانڈی میں (روٹی اور گوشت سے بنا سالن) خزیرہ لے کر حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ کو بھی بلا لاؤ۔ سو انہوں نے ان کو بلایا تو ان کے کھانے کے دوران حضور نبی اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا (سورہ الاُحزاب آیت ۳۳)

اے پیغمبر کے اہلبیت اللہ بس یہی چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دُور رکھے اور جیسے پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادر کا بقیہ حصہ پکڑا اور اس سے ان کو ڈھانپ لیا۔ پھر آپؐ نے اپنا دست اقدس چادر سے باہر نکالا اور اسے آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کیا: " اللّٰھمّ ھؤلاءِ أھلُ بیتی " اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں اور میرے خاص ہیں! پس تو ان سے ہر قسم کی نجاست کو دور کردے اور انہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کردے۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین بار فرمایا۔ حضرت اُم سلمہؓ کہتی ہیں: میں نے پردے میں جھانک کر عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا میں بھی آپ سب کے ساتھ ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: بے شک تم خیر کی طرف ہی ہو، دومرتبہ

فرمایا۔ حافظ شوکانی نے فتح القدیر میں ان احادیث اور روایات کے طرق کو کثرت سے بیان کیا ہے، پھر انہوں نے اپنے قول کے آخر میں کہا ہے: ہم نے یہاں اس چیز کا ذکر کیا ہے جس کو اختیار کرنا درست ہے (یعنی جو قابل حجت ہیں)۔

(فتح القدیر شوکانی صفحہ ۲۸۰ جلد ۴)

حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے کہ چھ (٦) ماہ تک ﷺ کا یہ معمول رہا کہ جب نماز فجر کے لیے نکلتے تو حضرت فاطمہؓ کے دروازہ کے پاس سے گزرتے ہوئے فرماتے: اے اہل بیت! نماز قائم کرو اور پھر یہ آیت مبارکہ پڑھتے اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا (سورہ الاُحزاب آیت ۳۳) اے پیغمبر کے اہلبیت اللہ بس یہی چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دُور رکھے اور جیسے پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے۔

اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، ابن ابی شیبہ، حاکم، طیالسی اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے نیز امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس باب میں حضرت ابو حمراء، معقل بن یسار اور حضرت اُم سلمہؓ سے بھی روایات منقول ہیں۔ اور امام حاکم نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

(مسند احمد بن حنبل صفحہ ۲۸۵ جلد ۳ نمبر ۱۴۰۷۲، مسند احمد بن حنبل فضائل صحابہ صفحہ ۷۶۱ نمبر ۱۳۴۱، ۱۳۴۰، سنن ترمذی کتاب التفسیر باب سورہ احزاب صفحہ ۳۵۲ جلد ۵ نمبر ۳۲۰۶، المصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۸۸ جلد ۶ نمبر ۳۲۲۷۲، مستدرک حاکم صفحہ ۱۷۲ جلد ۳ نمبر ۴۷۴۸، مسند طیالسی صفحہ ۲۷۴ نمبر ۲۰۵۹، مسند عبد بن حمید صفحہ ۳۶۷ جلد ۱ نمبر ۱۲۲۲۳)

ابو جمیلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضرت حسن بن علیؓ کو منصب خلافت پر چنا گیا۔ پھر وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص ان پر خنجر سے حملہ کر دیا۔ وہ کئی مہینے اس وجہ سے بستر مرض پر رہے۔ پھر (صحت یابی کے بعد) وہ منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے (یوں) مخاطب ہوئے: اے اہل عراق! تم ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بے شک ہم تمہارے امیر اور مہمان ہیں اور ہم ہی وہ اہلِ بیت ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: " اے پیغمبر کے اہلبیت اللہ بس یہی چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دُور رکھے اور جیسے پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے "۔

اس دن وہ لوگوں سے مسلسل کلام کرتے رہے حتیٰ کہ مسجد میں سوائے رونے والوں کے کوئی نظر نہ آتا تھا۔

اسے امام طبرانی نے روایت کیاہے اور ابن عساکر، ذہبی، ابن کثیر اور ہیثمی نے اس کی تائید کی ہے۔

(المعجم الکبیر طبرانی صفحہ ۹۳ جلد ۳ نمبر ۲۷۶۱، تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر صفحہ ۲۶۸ -۲۶۹ جلد ۱۳، مجمع الزوائد صفحہ ۱۷۲ جلد ۹، اعلام النبلاء ذہبی صفحہ ۲۷۰ جلد ۳، تفسیر قرآن العظیم صفحہ ۴۸۷ جلد ۳، سیرۃ الحلبیۃ الحلبی صفحہ ۳۵۹ جلد ۳)

السدی نے ابوالدیلم سے روایت کرتے ہوئے کہاہے کہ حضرت علی بن الحسین زین العابدینؑ نے ایک شامی شخص سے فرمایا: کیاتم نے سورۃ الاحزاب میں یہ آیت پڑھی ہے؟:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا (سورہ الاٗحزاب آیت ۳۳)

اے پیغمبر کے اہلبیت اللہ بس یہی چاہتاہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دُور رکھے اور جیسے پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویساہی پاک و پاکیزہ رکھے۔

اس نے کہا: جی ہاں۔ کیاآپ ہی وہ (اہل بیت) ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ اسے امام طبری اور ابن کثیر نے روایت کیاہے۔

(جامع البیان تفسیر القرآن ۸/۲۲، تفسیر قرآن العظیم ابن کثیر ۳/۴۸۷)

علامہ ابن الجوزی نے " التَّبصِرَۃ" میں اہل کساء کے متعلق بیان کیاہے:

پاک ہے وہ ذات جس نے اہلِ بیت کو نور پہنایااور ان پر خندق (ڈھال) بنائی جو انہیں ناپاکی سے بچاتی ہے۔ جب وہ قیامت کے دن (رب سے) ملیں گے تو خوشی سے ملاقات کریں گے۔ بے شک یہ تمہارا صلہ ہوگااور تمہاری محنت مقبول ہوچکی ہے۔

ہم نے تمہارے لیے پیشگی کی نعمتوں کو ذخیرہ کررکھاہے اور ہم تمہیں کامل کثیر فضل سے نوازیں گے اور ہم اسے جزا دیں گے جو فقراء پر مہربان ہوگا۔ کیاتم نے محتاج اور مسکین کو کھانا نہیں کھلایاتھااور قیدی پر رحم نہیں کیاتھا؟

اور (اے اہلِ بیت!) تمہاری محنت مقبول ہوچکی۔

حضرت علیؑ کی مثل کون ہے؟ حضرت فاطمہؑ کی مثل کون ہے؟ ان دونوں نے کتنے موجوں کی طرح امڈنے والے بلاخیز مصائب پر صبر کیا۔ انہوں نے فقر اور ٹکڑے ٹکڑے کردینے والی بھوک کی آگ کو ترجیح دی، سوان کے چہرے شگفتہ

وتروتازہ ہوں گے جبکہ بعض چہروں پر ہولناکیاں چھائی ہوں گی۔اے جلد باز انسان! اس دن ان کا غم وحزن خوشی اور سرور میں نہیں بدلے گا۔اور (اے اہلِ بیت!) تمہاری محنت مقبول ہوچکی۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ آپؐ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔اور حضرت علیؓ آپؐ کے ہاں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ معزز تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹوں کو آپؐ کے دنیا کے دو پھول بنایا۔ چنانچہ جب کل قیامت کے دن حق تعالیٰ ان کے بیٹوں کو اپنی بارگاہ میں لائے گا تو انہیں بڑے کثیر انعام واکرام سے نوازے گا۔اور (اے اہل بیت!) تمہاری محنت مقبول ہوچکی ہے۔

کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ اس نے ان آیات میں جنتوں کی نعمتوں میں سے ملبوسات، مشروبات، مطعومات، نشست گاہیں، محلات اور جاری چشموں کا ذکر کیا ہے مگر حوروں کا ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ لذتوں کی انتہاء ہیں۔ صرف سیدہ فاطمہؓ کے احترام کی وجہ سے کیونکہ وہ ساری بنات حوا میں سب سے زیادہ لائق احترام ہیں۔جو فاطمہ الزہراءؓ کے اوصاف بیان کرتا ہے وہ حور کا ذکر نہیں کرتا۔بے شک یہ تمہارا صلہ ہوگا اور تمہاری محنت مقبول ہوچکی۔

(التبصرۃ ابن الجوزی صفحہ ۴۱۱ جلد ۱)

تفسیر طبری اور ذخائز العقبی میں ابوسعید خدری سے نقل کیا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

آیت تطہیر یعنی "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا" پانچ اشخاص کے بارے میں یعنی میرے اور علیؓ حسنؓ اور حسینؓ اور فاطمہؓ کیلئے نازل ہوئی۔

(تفسیر طبری جلد ۲۲ صفحہ ۵، تفسیر سیوطی جلد ۵ صفحہ ۱۹۸)

مشکل آلاثار میں حضرت بی بی ام سلمہؓ سے روایت ہے۔

یہ آیت "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا" رسول اللہ ﷺ علیؓ، فاطمہؓ حسنؓ اور حسینؓ کیلئے نازل ہوئی ہے۔ان پر خدا کا درود ہو۔

(مشکل آلاثار جلد ۱ صفحہ ۳۳۲)

محدث ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ابی سعید خدری سے روایت کی ہے۔اہل بیت وہ لوگ ہیں جن سے خدا نے نجاست

اور ناپاکی دور کردی۔ پھر آپ انہیں اپنے مبارک ہاتھوں پر گنا اور فرمایا۔ رسولؐ اللہ علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ

(مجمع الزوائد ہیثمی جلد ۹ صفحہ ۱۶۵)

سورہ شوریٰ آیت مودة فی القربیٰ کے موقع پر:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

اے رسول کہ دیجیے کہ میں تم سے رسالت کا اجر کچھ نہیں مانگتا۔ مگر یہ کہ میرے قرابتداروں سے محبت کرو۔

مذکورہ آیت کے نزول کے وقت صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ آپؐ کے وہ قرابتدار کون ہیں؟ کہ جن سے محبت و مودت فرض کی گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "حضرت علیؑ فاطمہؑ اور اُنکے دونوں فرزند"۔

(فضائل صحابہ احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۴۹ حدیث ۱۴۱ ۶ تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۷، شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۱۸۹)

حضرت عبداللہ ابن عباس نے صحابی رسولؐ حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت بیان کی ہے۔ کہ اس آیت سے مراد آل رسولؐ کی محبت ہے۔ (صحیح بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۴ ۴۵ حدیث ۳۲۵۱، ۸۱۱۹، سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۰ ۵۱ حدیث ۱۱۷۷۰، مسند احمد بن حنبل صفحہ ۶۴ حدیث ۲۵۹۹، مستدرک امام حاکم جلد ۲ صفحہ ۴ ۴۸، در منشور جلد ۶ صفحہ ۷)

حافظ ابن حجر صواعق محرقہ آنحضرت ﷺ کا قول نقل کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر میرا یہ اجر مقرر کیا ہے کہ "تم میرے اہلبیت سے محبت کرنا میں قیامت کے دن ان کے متعلق پوچھونگا۔"

(صواعق محرقہ صفحہ ۷۵۳، محبّ طبری، جامع صغیر، سیر ملا عمر)

حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی نے "مجمع الزوائد" میں کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى فرماد یجیے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر (میں اپنی) قرابت سے محبت (چاہتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ

اللہ ! آپ کی قرابت والے وہ کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ، اور ان کے دونوں بیٹے (حسنؑ اور حسینؑ)۔ (مجمع الزوائد ہیثمی صفحہ ۱۶۸ جلد ۹)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے اَلْکَافِي الشَّافِ فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيثِ الْكَشَّافِ میں کہا ہے: امام طبرانی، ابن ابی حاتم، حاکم نے مناقب الشافعی میں سعید بن جبیر اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ ! آپؐ کی قرابت والے وہ کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ، اور ان کے دونوں بیٹے (حسنؑ اور حسینؑ)۔

(کشاف حقائق غوامض التنزیل زمخشری صفحہ ۲۲۰-۲۲۱ جلد ۴، کافی الشاف تخریج احادیث الکشاف حجر عسقلانی صفحہ ۱۴۵ نمبر ۳۵۰)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن جبیر سے فرمان الٰہی - اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کے متعلق روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار ہیں۔

اسے امام سیوطی نے كِتَابُ الإِكْلِيلِ ، او رإِحْيَاءِ الْمَيْتِ فِي فَضَائِلِ أَهْلِ الْبَيْتِ میں اسی طرح روایت کیا ہے۔

(کتاب الاکلیل سیوطی صفحہ ۱۹۰-۱۹۱، فضائل اہلبیت احیاء المیت سیوطی حدیث ثانی/۱)

امام سیوطی نے الدر المنثور میں کہا ہے: ابو نعیم اور دیلمی نے مجاہد کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى سے مراد ہے کہ تم میرے اہلِ بیت کے بارے میں میری (نسبت کی) حفاظت کرو اور میری خاطر ان سے محبت کرو۔

(در منثور سیوطی صفحہ ۳۸۴ جلد ۷)

ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى فرمادیجیے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر (میری) قرابت سے محبت (چاہتا ہوں)؛ تو لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! آپ کے وہ کون سے قرابت دار ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے ؟ آپ صلی اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ، اور ان کے دونوں بیٹے (حسنؑ اور حسینؑ) ہیں۔ (تفسیر ابن ابی حاتم صفحہ ۳۲۷ جلد ۱)

امام ابن حجر الہیتمی المکی نے "الصَّوَاعِقُ الْمُحْرِقَة" میں کہا ہے:

(۱) امام احمد بن حنبل، طبرانی، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ ہے سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے وہ کون سے قرابت دار ہیں جن سے محبت کرنا ہم پر واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علیؓ، فاطمہؓ، اور ان کے دونوں بیٹے (حسنؓ اور حسینؓ)۔ (در منشور سیوطی صفحہ ۳۴۸ جلد ۷)

(۲) اور ابو الشیخ و دیگر نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ (قرآن میں) آل حم میں ہمارے متعلق ایک آیت ہے کہ صرف مومن ہی ہم سے محبت کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى: فرما دیجیے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر (میری) قرابت سے محبت (چاہتا ہوں)۔

(تفسیرہ ابن ابی حاتم صفحہ ۳۲۷ جلد ۱)

(۳) امام بزار اور طبرانی نے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے روایت کیا ہے، ان میں بعض حسن ہیں۔ انہوں نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں تھا: جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا (وہ جان لے کہ)، میں محمد ﷺ کا بیٹا (یعنی نواسہ) حسن ہوں۔ پھر انہوں نے آیت مبارکہ وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ تلاوت کی اور میں نے تو اپنے باپ دادا، ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب () کے دین کی پیروی کر رکھی ہے۔ پھر انہوں نے کہا: میں خوش خبری سنانے والے (نبیؐ) کا بیٹا ہوں، میں ڈر سنانے والے (نبیؐ) کا بیٹا ہوں۔ پھر انہوں نے کہا: اور میں اُن اہل بیت میں سے ہوں جن سے محبت اور دوستی کرنے کو اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے۔ اس نے

(اللہ تعالیٰ) حضرت محمد ﷺ پر نازل کردہ کتاب میں فرمایا ہے: فرما دیجیے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر (اپنی) قرابت سے محبت (چاہتا ہوں)۔

(۴) ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: ان سے محبت کرنے کو اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر واجب قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبیؐ سے فرمایا قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى : فرما دیجیے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر (میری) قرابت سے محبت (چاہتا ہوں)، اور جو شخص نیکی کمائے گا ہم اس کے لیے اس میں اُخروی ثواب اور بڑھا دیں گے۔ نیکیوں کی کمائی ہم اہل بیت سے محبت کرنا ہے۔

(صواعق المحرقہ ابن حجر ہیتمی صفحہ ۴۸۸-۴۸۷ جلد ۲)

قاضی محمد بن علی الشوکانی نے اپنی تفسیر "فَتحُ القَدِیرِ" میں کہا ہے:

(۱) ابو نعیم اور دیلمی نے مجاہد کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى سے مراد ہے کہ تم میرے اہلِ بیت کے بارے میں میری (نسبت کے حق کی) حفاظت کرو اور میری خاطر ان سے محبت کرو۔

(۲) اور ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؛تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ کے وہ کون سے قرابت دار ہیں جن سے محبت کرنا ہم پر واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ، اور ان کے دونوں بیٹے (حسنؑ اور حسینؑ)۔

(فتح القدیر شوکانی ۵۳۷-۵۳۶ جلد ۴)

۱۴۔ امام محمود آلوسی نے اپنی تفسیر رُوحُ الْمَعَانِی، میں کہا ہے:

ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابنِ جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ،تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے کون سے قرابت دار ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کر دی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ، اور ان کے دونوں بیٹے (حسنؑ اور حسینؑ)۔

پھر انہوں نے کہا: اس کے علاوہ بے شمار احادیث ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کے سفینہ کی طرح ہے۔ جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔ (روح المعانی آلوسی صفحہ ۳۲-۳۱ جلد ۲۵)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب ازالۃ الخفاء میں حضرت حسن مجتبیٰؑ کا خطبہ تحریر کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اے لوگو مجھے پہچانو! میں حسن ابن علی ہوں۔ میں ابن نبی ابن وصی ابن بشیر ونذیر اور ابن سراج منیر ہوں میں ان اہلبیت کا ایک فرد ہوں۔ جن کے گھر میں جبرئیل اترتا تھا۔ میں اُن اہلبیت میں سے ہوں جن سے خدا نے ہر قسم کے رجس اور آلودگی کو دور رکھا ہے اور جنہیں اس طرح پاک بنایا ہے۔ جیسے پاک بنانے کا حق ہے۔ میں ان اہلبیت میں سے ہوں۔ جن کی مودت ہر مسلمان پر اللہ نے فرض کی اور فرمایا۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا۔

(سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

اے رسول کہہ دو تم سے سوائے اپنے قربیٰ کی محبت کے اور کسی چیز کا سوال نہیں کرتا۔ نیز اس آیت میں ''حسنہ'' سے مراد ہماری محبت (مودتنا اہلبیت) ہے۔ (ازالۃ الخفاء در مناقب امیر المومنین صفحہ ۱۹)

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے حوالے سے سورہ احزاب کی آیت ۵۰ نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

مولانا منظور احمد نعمانی امیر تبلیغی جماعت ہند، اپنی کتاب معارف الحدیث میں تحریر کرتے ہیں۔ حضرت کعب بن عجرہ (جو اصحاب بیت رضوان میں سے ہیں) راوی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ نے یہ تو بتلادیا کہ ہم تشہد میں السلام علیك ايها النبی و رحمة الله و بركاته کہہ کر آپؐ پر سلام بھیجا کریں۔ اب آپؐ ہمیں یہ بتادیں۔ کہ ہم آپؐ پر صلواۃ (درود) کیسے بھیجا کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ...........

(صحیح بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۸۹۵ حدیث ۹۰۸ بحوالہ معارف حدیث جلد سوم باب الصلواۃ صفحہ ۲۹۸ منظور احمد نعمانی)

آیت مباہلہ عصر حاضر کی چند تفاسیر کی نظر میں حواشی ترجمہ قرآن مجید شیخ الہند مولانا محمود الحسن اثیر مالٹا بمع تفسیر عثمانی مولانا شبیر احمد عثمانی

اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ نصاریٰ نجران اس قدر سمجھانے پر بھی اگر قائل نہ ہوں تو ان کے ساتھ مباہلہ کرو۔ جس کی زیادہ موثر صورت یہی تجویز کی گئی کہ دونوں فریق اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہوں اور خوب گڑگڑا کر دعا کریں کہ جو کوئی ہم میں جھوٹا ہے اس پر اللہ کی لعنت اور عذاب ہے۔ یہ مباہلہ کی صورت پہلے ہی قدم پر اس بات کا اظہار کر دے گی کہ کون فریق کس حد تک خود اپنے دل میں اپنی صداقت اور حقانیت پر وثوق اور یقین رکھتا ہے۔ چنانچہ دعوت مباہلہ سن کر وفد نجران نے مہلت مانگی کہ ہم آپس میں مشورہ کر کے جواب دیں گے۔ آخر مجلس مشاورت میں ان کے ہوشمند اور تجربہ کار ذمہ داروں نے کہا کہ اے گروہ نصاریٰ تم یقیناً دلوں میں سمجھ چکے ہو گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی مرسل ہیں اور حضرت مسیح کے متعلق انہوں نے صاف صاف فیصلہ کن باتیں کی ہیں۔ بالآخر مباہلہ نہ کرنے کی تجویز پاس کر کے حضورؐ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسنؓ، حسینؓ، بی بی فاطمہؓ اور علیؓ کو ساتھ لے کر باہر تشریف لا رہے تھے۔ یہ نورانی چہرے دیکھ کر ان کے لاٹ پادری نے کہا کہ میں ایسے پاک چہرے دیکھ رہا ہوں کہ جن کی دعا پہاڑوں کو ان کی جگہ سے سرکا سکتی ہے۔ ان سے مباہلہ کر کے ہلاک نہ ہو۔ ورنہ ایک نصرانی بھی زمین پر نہیں رہے گا۔ آخر انہوں نے مباہلہ چھوڑ کر سالانہ جزیہ دینا قبول کیا اور صلح کر کے واپس چلے گئے۔

(تفسیر عثمانی تفسیر سورہ آلعمران آیت ۶۱ صفحہ ۷۵، ۷۴ ترجمہ مولانا محمود الحسن)

تفسیر بیان القرآن حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کو دعوت اسلام کا فرمان لکھا تھا اور اس کا خلاصہ تین امروں میں ترتیب دیا تھا یا اسلام یا جزیہ یا قتال انہوں نے باہم مشورہ کر کے شرجیل اور عبداللہ بن شرجیل اور حیاء بن قفس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ان لوگوں سے آپؐ کی مذہبی گفتگو ہوئی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقدمے میں کلام کی نوبت پہنچی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ نے ان کو اس مضمون کی خبر دی اور خود مع حضرت بی بی فاطمہؓ، حضرت علیؓ اور امام حسنؓ امام حسینؓ کے تشریف

لا کر مباہلہ کے لئے مستعد ہوئے۔ شرجیل نے یہ دیکھ کر اپنے دونوں ہمراہیوں سے کہا کہ تم کو ان کا نبی ہونا معلوم ہے۔ نبی سے مباہلہ کر کے فلاح نہیں ہو سکتی۔ ہم سب بلاشبہ ہلاک ہو جائیں گے۔

(تفسیر بیان القرآن صفحہ ۱۱۷، مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹیڈ کراچی)

کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی بجمع حواشی مولانا نعیم الدین مراد آبادی

نصاریٰ نجران نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی گود میں امام حسینؓ اور دست مبارک میں امام حسنؓ کا ہاتھ اور بی بی فاطمہؓ اور علیؓ حضورؐ کے پیچھے ہیں حضورؐ ان سب سے فرمارہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔بنو نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا اے جماعت نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دیگا۔ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔

(کنزالایمان صفحہ ۷۳ مطبوعہ قدرت اللہ کمپنی غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور)

تفسیر خزائن العرفان مولانا نعیم الدین مراد آبادی

اس آیت کی تفسیر میں مولانا نعیم الدین مراد آبادی یوں رقمطراز ہیں کہ :

جب نصاریٰ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں امام حسینؓ ہیں دست مبارک میں امام حسنؓ کا ہاتھ ہے اور علیؓ و بی بی فاطمہؓ آنحضرتؐ کے پیچھے ہیں پس اللہ پاک کے حکم سے آنحضرتؐ بیٹے لائے تو وہ امام حسنؓ، امام حسینؓ اور علیؓ تھے اور عورتیں لائے تو بی بی فاطمہؓ تھیں، جانیں لائے تو وہ خود آنحضرت ﷺ تھے۔

حافظ محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

یہ تجویز لے کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور ادھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام حسینؓ کو گود میں لئے ہوئے اور امام حسنؓ کی انگلی پکڑے ہوئے اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کو ساتھ لیے ہوئے تشریف لا

رہے تھے اوران سے یہ فرمارہے تھے کہ میں دعا کروں توتم آمین کہنا۔ وفد نجران کے بڑے پادری نے ان نورانی صورتوں کو دیکھ کر یہ کہا کہ خدا کی قسم آج مجھ کو ایسے چہرے نظر آتے ہیں کہ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے اس بات کی درخواست کریں کہ یہ پہاڑ اس جگہ سے ہٹ جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی درخواست قبول کرے گا لہذا تم ان سے مباہلہ کر کے اپنے کو ہلاک اور برباد نہ کرو۔ ورنہ روئے زمین پر ایک نصرانی بھی باقی نہ رہے گا۔

تفسیر مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع دیوبندی مرحوم

مفتی اعظم محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کی جانب ایک فرمان بھیجا جس میں تین چیزیں ترتیب وار ذکر کی گئیں تھیں(۱) اسلام قبول کرو(۲) جزیہ ادا کرو(۳) یا جنگ کرو نصاریٰ نے آپس میں مشورہ کر کہ شرجیل، عبداللہ ابن شرجیل اور جبار بن قیس کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا ان لوگوں نے مدینے آکر مذہبی امور پر بات چیت شروع کی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت ثابت کرنے میں ان لوگوں نے انتہائی تکرار سے کام لیا اتنے میں آیت مباہلہ نازل ہوئی اس پر حضورؐ نے نصاریٰ کو مباہلہ کی دعوت دی اور خود بھی حضرت بی بی فاطمہؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو ساتھ لے کر مباہلہ کے لئے تیار ہو کر تشریف لائے۔ شرجیل نے یہ دیکھ کر اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ یہ اللہ کا نبی ہے ۔ نبی سے مباہلہ کرنے میں ہماری ہلاکت اور بربادی یقینی ہے اس لئے نجات کا کوئی دوسرا راستہ تلاش کرو۔ ساتھیوں نے کہا کہ تمہارے نزدیک نجات کی کیا صورت ہے۔ اس نے کہا کہ میرے نزدیک بہتر صورت یہ ہے کہ نبی کی رائے کے موافق صلح کی جائے۔ چنانچہ اس رائے پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر جزیہ مقرر فرمایا اور صلح کر دی۔ جن کو انہوں نے منظور کر لیا۔

اس آیت میں ابنائنا سے آپ کے نواسے حسنؓ و حسینؓ اور آپ کے داماد حضرت علیؓ مراد ہیں۔

(تفسیر معارف القرآن مفتی محمد شفیع سورہ آلعمران آیت مباہلہ جلد ۲ - صفحہ ۸۵،۸۶)

تفسیر ضیاء القرآن ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازھری

بنی نجران کے وفد کے تمام شکوک و شبہات کا قرآن حکیم نے تحقیقی جواب دے دیا اور ایسے واضح اور روشن دلائل پیش فرمائے۔ جن کے بعد کسی طالب حق کیلئے انکار کی گنجائش نہ رہی۔ لیکن جب انہوں نے پھر بھی دعوت توحید کو قبول نہیں کیا اور اپنے عقیدے تثلیث پر اڑے رہے تو ان معاندین پر حجت قائم کرنے کیلئے اللہ پاک نے اپنے رسولؐ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا۔ مباہلہ اس کو کہتے ہیں کہ فریقین نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ دعا کریں کہ ان

میں جو جھوٹا ہو اس پر اللہ پاک کی لعنت ہو۔ چنانچہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسینؓ کو اٹھائے، حضرت امام حسنؓ کو انگلی سے پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حضور کے پیچھے پیچھے خاتون جنت بی بی فاطمہ الزہراؓ اور ان کے پیچھے حیدر کرار علیؓ آرہے تھے اور حضور نے وفد نجران کو مباہلہ کی دعوت دی۔ جب انہوں نے نورانی چہرے دیکھے تو ان کے اسقف (لاٹ پادری) نے کہا کہ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یاد رکھو تمہارا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے صلاح و مشورہ کیلئے مہلت مانگی اور دوسرے روز مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ دینے کیلئے تیار ہو گئے اور صلح کر دی۔ یہ واقعہ سن ۱۰ ھ میں ہوا۔

(تفسیر ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر سورہ آل عمران آیت مباہلہ جلد ا صفحہ ۲۳۸، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور)

مولانا نواب صدیق حسن بھوپالوی (اہلحدیث محدث) :

مولانا صدیق حسن بھوپالوی لکھتے ہیں: (اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ) سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (أَبْنَاءَنَا وَ أَبْنَائَکُم) سے مراد حسنؓ و حسینؓ ہیں (نِسَائَ نَا وَ نِسَائکم) سے مراد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(رواہ ابن مردویہ) حاکم نے مستدرک میں روایت کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث (بہ) شرط مسلم، صحیح ہے -

اس کے بعد مولانا بھوپالوی کچھ مزید روایات بھی نقل کرتے ہیں ملاحظہ کیجیے:

(قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا) اگرچہ عام ہے مگر مراد اس سے خاص لوگ ہیں یعنی نجران کے وہ نصاریٰ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ یہ قصہ حاکم اور ابو نعیم نے دلائل میں لکھا ہے، سعد بن ابی وقاص کی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ و حسینؓ کو بلایا اور کہا: " اللَّهمَّ هؤلاءِ أَهلُ بيتي " اے اللہ میرے گھر والے یہی ہیں۔ (مسلم، ترمذی، ابن المنذر الحاکم اور البیہقی)۔

مولانا سید احمد حسن احسن ا لتفاسیر میں لکھتے ہیں:

دوسرے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ اور حسنینؓ اور حضرت فاطمہؓ کو ساتھ لے کر جنگل میں جا کر جھوٹے گروہ پر بددعا کرنے کو تیار ہو گئے اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور دونوں صاحبزادوں سے یہ کہہ دیا کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔